جنسی استحصال کی روک تھام اور قرآنی تعلیمات

کمال اختر قاسمی

موجودہ دور میں جہاں انسان ترقی وارتقاء کے عروج پر ہے وہیں دوسری طرف اخلاقی پسماندگی اس قدر عام ہو رہی کہ ان تمام عیوب کو جنہیں بے حیائی اور شرمندگی کی آخری حد سمجھی جاتی تھی انہیں ترقی کی تعریف میں شامل کرلیا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ آج انسانی سماج سنگین بحران کا شکار ہے، خاص کر جنسی جرائم نے اپنی کسی حد کو باقی نہیں چھوڑا، بلکہ ایک بھیانک شکل اختیار کر کے پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، چنانچہ آج جنسی جرائم خاص کر عورتوں کے ساتھ جنسی استحصال کا گراف بڑی تیزی سے بڑھتا جا رہا ہے۔ دنیا کے جو ممالک جس قدر ترقی کے درجات طے کر رہے ہیں وہاں اسی تناسب میں جرائم کی شرح بلند تر ہوتی جا رہی ہے۔ مثلاً امریکہ میں جرائم کی شرح دنیا کے تمام ملکوں کے مقابلے ۷ سے ۱۰ گنا زیادہ ہے، امریکی محکمہ انصاف کے اعداد و شمار کے مطابق دنیا میں سب سے زیادہ (۲۰ لاکھ سے بھی زائد) قیدی امریکی جیلوں میں بند ہیں، صرف ۲۰۰۴ء میں ۲۲۳۱۱۸۰ افراد کو مختلف قسم کے جرائم کی پاداش میں گرفتار کر کے جیلوں میں ڈالا گیا تھا، گویا امریکہ کے اندر ایک لاکھ افراد میں سے ۷۲۶ افراد قید خانوں میں بند ہیں[۱]۔ امریکی سابق صدر ''جمی کارٹر'' نے اپنی کتاب ''*America's Moral Crisis*'' میں اعتراف کیا کہ دنیا کے ۳۵ زیادہ آمدنی والے ممالک کے مقابلے ۱۹ گنا قتل امریکہ میں ہوتے ہیں[۲]۔

جرائم کی خوفناک شکل

جرائم کی ایک انتہائی خوفناک شکل جنسی جرائم ہے، عورتوں کی آزادی اور ان کی

فکری و معاشی ترقی کے نام پر انہیں سنگین مظالم کا شکار بنایا جا رہا ہے، عورتیں جس قدر پیچیدہ ترقیاتی فارمولوں اور حریت کے نعروں سے متاثر ہو رہی ہیں اسی قدر ان کے ساتھ جنسی استحصال کے واقعات میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

یونائیٹڈ اسٹیٹ میں عورتوں کے تعلیمی اور دیگر ترقیاتی امور کا تناسب دنیا کے تمام ملکوں سے بڑھا ہوا ہے، اس کے باوجود وہاں عورتوں کے ساتھ جنسی استحصال کی شرح پوری دنیا کے مقابلہ میں کئی گنا زیادہ ہے۔ Center for Disease Control and Prevention کے ذریعہ شائع شدہ ۲۰۱۰ء کی رپورٹ کے مطابق ۱.۲۵ ملین امریکی خواتین جنسی استحصال کی شکار ہوئیں، یعنی ہر ۲۹ سیکینڈ میں امریکہ کے اندر ایک خاتون کا بالجبر جنسی استحصال کیا جاتا ہے، ۵.۱ ملین امریکی خواتین کے ساتھ چھیڑ چھاڑ اور جنسی حراساں کرنے کا معاملہ روشنی میں آیا، یعنی ہر ے سیکنڈ میں کسی نہ کسی عورت کو جنسی حراساں کیا جاتا ہے۳۔

ہندوستان جیسے ترقی پذیر ممالک میں بھی جنسی جرائم کا ریکارڈ کچھ کم نہیں ہے، ہندوستان میں ۲۰۱۰ء سے ۲۰۱۱ء کے دوران ۲۲۸۶۵۰ عورتوں کے ساتھ جنسی جرائم کے واقعات ریکارڈ کئے گئے۴۔ محققین کا ماننا ہے کہ یہاں عصمت دری کے ریکارڈس اصل واقعہ کے مقابلہ میں بہت کم ہیں، کیونکہ مختلف وجوہ کی بنیاد پہ زیادہ تر واقعات کے مقدمات درج نہیں کرائے جاتے ہیں۵۔ ۲۰۱۲ء کے ایک سروے کے مطابق ہندوستان میں ہر ۲ منٹ پر ایک عصمت دری کا واقعہ پیش آتا ہے۔ اس سال کے جنسی جرائم کے ان مقدمات کی تعداد جن میں ملزمین گرفتار کئے جاچکے ہیں ۲۱۰۲۵ ہے۶۔

اس طرح روئے زمین کا اکثر حصہ جنسی جرائم کی خوفناک تباہیوں سے دوچار ہے، ان کے انسداد کے لئے ہزاروں کوششیں بھی کی جارہی ہیں، معاشی وسائل و ذرائع کا ایک بہت بڑا حصہ ان جرائم پر کنٹرول حاصل کرنے کے لئے خرچ کیا جارہا ہے، سینکڑوں سخت سے سخت قوانین اختیار کئے جارہے ہیں، محققین کی بڑی جماعت ان کے اسباب و علل کا پتہ لگانے اور ان کے ازالہ کے لیے اپنی تحقیقی کوششیں صرف کررہی ہے، ان سب کے باوجود نتیجہ انتہائی مایوس کن ہے۔ جنسی جرائم کا طوفان ہے جو تھمنے کا نام نہیں لے

رہا ہے، بلکہ ان میں شدید اضافہ ہوتا جا رہا ہے، اس ناکامی کی وجوہ پہ غور کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ جہاں اور بھی بہت سے اسباب ہیں وہیں یہ بات بھی زیادہ اہمیت کی حامل ہے کہ اس ناسور کو ختم کرنے کے لئے جتنی معاشی، سیاسی اور فکری کوششیں کی جا رہی ہیں ان سے کہیں زیادہ جنسی جرائم کے اسباب کو بڑھاوا دیا جا رہا ہے، بلکہ صورت حال یہ ہے کہ دنیا کی عظیم ترین طاقتیں ان محرکات کی سرپرستی کر رہی ہیں۔

جنسی استحصال کے چند اہم اسباب:

۱- مرد وزن کا آزادانہ اختلاط

جنسی استحصال کے واقعات کے بکثرت پیش آنے اور ان کے فروغ پانے میں مرد و خواتین کے آزادانہ اختلاط کا کلچر اہم کردار انجام دے رہا ہے، جسے روکنے یا کم کرنے کی کوئی شکل بظاہر نظر نہیں آ رہی ہے، کیونکہ اس کو ترقی و خوشحالی کی علامت کے طور پہ دیکھا جا رہا ہے، اور اس کلچر کو معاشی مسائل سے اس قدر مربوط کر دیا گیا ہے کہ معیشت کی فکر رکھنے والوں کے سامنے کوئی اور راستہ بھی نہیں ہے، اتنا ہی نہیں مرد وزن کے اختلاط پر مبنی معاملات کو فروغ دینے کے ساتھ ساتھ اس کلچر کو قانونی درجہ دینے کے لئے قومی اور بین الاقوامی سطح پر زبردست تگ و دو جاری ہے اور پوری دنیا سے یہ قرارداد منظور کرائی جا رہی کہ جنسی آزادی عورتوں کا لازمی حق ہے، لہٰذا آزادانہ اختلاط کی کیا بات ہے، آزادانہ جنسی تسکین بھی قابل اعتراض فعل نہیں ہے، چنانچہ ۱۹۹۵ء میں ''بکین'' میں منعقد ہونے والی عالمی کانفرنس میں ترقی یافتہ ملکوں کے مفکرین نے متفقہ طور پر یہ طے کیا کہ ''لڑکی جب بالغ ہو جائے تو اسے (رشتہ ازدواج سے باہر) جنسی عمل کرنے کی مکمل آزادی ہے، والدین یا کسی دیگر ولی یا ذمہ دار کو اسے اس عمل سے روکنے کا کوئی حق نہیں''[۷]۔

اس آزادانہ کلچر کو بہ ظاہر ترقی کہا جائے لیکن درحقیقت معاشرہ بالخصوص عورتوں کی تباہی اور بربادی کا شیطانی حربہ ہے، ترقی و ارتقاء کے انہیں بیہودہ تخیلات نے عورتوں کو فطری مشاغل سے ہٹا کر دفاتر و کالجز، تجارتی اور معاشی اداروں، اسٹیج و کلب، ناچ

گانے اور رقص و سرور کی مشغولیتوں میں الجھا کر رکھ دیا ہے، مرد وزن کے اختلاط کا کلچر جس مغرب سے پوری دنیا میں در آیا ہے، وہی اس کے بھیانک نتائج کا شکار ہے۔ وہاں اس آزاد کلچر کے نتیجہ میں جنسی جرائم کا گراف حیران کن انداز میں بڑھتا جا رہا ہے، مثلاً ۲۰۰۹ء کی ایک رپورٹ کے مطابق صرف امریکہ میں ۸۹ ہزار زنا بالجبر کے واقعات درج کیے گئے، اسی سال برطانیہ میں ۱۳۰۹۳، اور فرانس میں ۱۰۲۲۷ مقدمات درج کیے گئے، جن میں جسمانی استحصال کے بعد قتل کر دینے کے بھی بہت سے واقعات شامل ہیں[۸]۔ اس آزادانہ اختلاط کے کلچر سے دنیا کے تمام گوشوں میں جنسی بے راہ روی اور مجرمانہ سرگرمیوں کو بے حد فروغ مل رہا ہے، عورتوں کی عصمت دری اور انہیں بے دردی سے قتل کر دینے کے رجحان مین شدید اضافہ ہوتا جا رہا ہے، پارلیمنٹ سے لے کر دیگر سرکاری وغیر سرکاری دفاتر اور ورکنگ ادارے، جہاں بھی مخلوط طریقہ کار رائج ہے وہاں عورتوں کی زندگی بھیانک بنی ہوئی ہے۔

نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو (NCRB) کے مطابق ۲۳۸۴۱ خواتین کا (ایک سال میں) صرف دہلی، بمبئی، حیدرآباد، کولکاتا، بنگلور اور چنئی کے مختلف ورکنگ اداروں سے آتے جاتے اغوا کر لیا گیا، اسی طرح ۲۰۰۱ء سے ۲۰۰۳ء تک عصمت دری کے ۴۸۲۹۵ مقدمات درج ہوئے، جن میں ۷۵۴۹ واقعات نابالغ لڑکیوں سے عصمت دری کے تھے[۹]۔ ایک اور رپورٹ کے مطابق صرف ۲۰۰۶ء میں مخلوط ورکنگ اداروں میں ۳۶ ہزار عورتوں پر دست درازی، ۲۰ ہزار خواتین کے ساتھ عصمت دری اور ۱۸ ہزار عورتوں کے کال سینٹرس اور دفاتر سے آتے جاتے اغوا کے معاملات درج کیے گئے، نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو کے مطابق ۲۰۰۱ء سے ۲۰۰۴ء کے درمیان (صرف تین سال میں) ۱۰۷۷۸ اعصمت دری کے واقعات سامنے آئے[۱۰]۔

یونیورسٹی اور دیگر تعلیمی ادارے جہاں مخلوط تعلیمی نظام ہے وہاں کی جنسی صورتحال اور زیادہ خطرناک ہے، حالیہ دنوں جواہر لال نہرو یونیورسٹی میں ایک سروے کرایا گیا، اس کی رپورٹ میں یہ انکشاف کیا گیا کہ یونیورسٹی کی ۵۳ فیصد طالبات اپنی زندگی میں کسی نہ

کسی وقت جنسی استحصال کی شکار ہوتی ہیں، فروغ انسانی وسائل کے وزیر مملکت،، ڈاکٹر تنشی تھرور،، نے لوک سبھا میں ممبران کے سوالات کے تحریری جواب میں یہ اطلاع دی، انہوں نے کہا کہ اس سروے میں حصہ لینے والیوں میں سے ۵۳ فیصد طالبات نے یہ انکشاف کیا کہ انہیں کبھی نہ کبھی جنسی استحصال کا شکار ہونا پڑا ہے[۱۱]۔

تمام مخلوط اداروں کی تقریبا یہی صورت حال ہے، ۲۰۰۶ء میں ایک کال سینٹر کا سروے کیا گیا، جس میں ۱۱ فیصد خاتون ملازمات نے یہ انکشاف کیا کہ پانچ سے زائد مردوں نے کئی مرتبہ ان سے جنسی تعلق قائم کیا[۱۲]۔ مشہور انگریزی اخبار Times of India نے یہ انکشاف کیا کہ لڑکیوں کے اغوا اور جنسی استحصال کے واقعات جو ورکنگ اداروں، کال سینٹرس اور دفاتر سے آنے جانے والی خواتین کے ساتھ پیش آتے ہیں، ان میں سے بہت کم واقعات کی رپورٹ درج ہو پاتی ہے اور ۶۰ فیصد ملازم پیشہ خواتین اپنی جنسی استحصال کے واقعات کو اس خوف سے برداشت کر لیتی ہیں کہ ان کے ساتھ اور معاشی مسائل پیدا ہوں گے کیونکہ اکثر وقعات ان کے اعلیٰ افسروں کے ذریعہ یا ان کی سرپرستی میں پیش آتے ہیں[۱۳]۔ اسی اخبار نے یہ بھی انکشاف کیا کہ ۴۷٪ برطانوی ورکنگ خواتین ہر سال جنسی استحصال کی شکار ہوتی ہیں۔ ایک اور کال سینٹر کے سروے کے مطابق ۸۹٪ ملازمین مستقل وِلڈ پارٹیز (Wild parties) میں شرکت کرتے ہیں، جس میں ایک ہی رات کے اندر لڑکے لڑکیاں کئی ساتھیوں کے ساتھ جنسی اعمال کرتے ہیں، اس طرح کے واقعات ان مخلوط اداروں میں بکثرت پیش آتے ہیں[۱۴]۔

۲- فحاشی وعریانیت

جنسی جرائم پر ابھارنے میں عریانیت سب سے اہم کردار ادا کرتی ہے، مجرمانہ افکار ونظریات کی حامل قوتوں نے عورتوں کو ایسے لباس اختیار کرنے پر مجبور کر دیا ہے جو از خود جرائم کی دعوت دیتے ہیں، ساتھ ہی ان کے لباسوں پر ایسے نازیبا کلمات لکھے ہوتے ہیں جو اقدام جرم کے لیے بآسانی مواقع فراہم کرتے ہیں، مغربی ممالک کے بازاروں

میں ایسے لباس عام ہیں جن پر بطور خاص انگریزی زبان میں اس طرح کے کلمات لکھے ہوتے ہیں، مثلا: kiss me (مجھے بوسہ لو) take me (مجھے پکڑو) prostitute (بازاری عورت) وغیرہ ۱۵۔

المیہ یہ کہ موجودہ دور میں عریانیت کو باقاعدہ عام کیا جا رہا ہے، میگزینس اور اخباروں میں برہنہ و نیم برہنہ اور صارفین کو لبھانے کے لئے بکثرت عریاں تصاویر پیش کی جاتی ہیں، انٹرنیٹ پر فحش حرکی و غیر حرکی فوٹوز کے ذریعہ اقدام جرم کے لئے باضابطہ تیار کیا جارہا ہے، ساتھ ہی ویلنٹائن ڈے کے نام پر عریانیت کو آزادی اور ترقی کا نام دے کر رہی سہی جھجک کو بھی سرے سے ختم ہی کیا جا رہا ہے اور یہ سب کچھ حکومتوں اور انتظامیہ کے مفکرین کی نگرانی میں انجام پا رہا ہے۔

اس عریانیت کی وجہ سے جنسی استحصال کی بعض ایسی وحشیانہ شکلیں بکثرت وجود میں آنے لگی ہیں جن سے پوری انسانیت شرمندہ ہے، یہی عریانیت ہے جو پاکیزہ رشتوں سے جڑے ہوئے افراد کو اس جرم پر آمادہ کرتی ہے، حتی کہ باپ اپنی سگی بچی کو اپنی خواہشات کی زد میں لانے سے بھی گریز نہیں کر رہا ہے۔ عالمی پیمانہ پر ایسے واقعات کی تعداد بہت زیادہ ہے جو قریبی رشتہ داروں کے ذریعہ انجام پاتے ہیں۔ World Health Orgnization (WHO) کی تحقیق کے مطابق ۱۰ میں سے ایک بچی جنسی استحصال کی شکار ہوتی ہے، دہلی اور ممبئی میں کام کرنے والا رفاہی ادارہ "Voice from the Silent Zone" کی ۶۰۰ افراد پر کی گئی تحقیقی رپورٹ میں کہا گیا کہ قریبی رشتہ داروں کے ذریعہ جنسی استحصال کی شکار ۵۰ فیصد بچیاں وہ ہیں جن کی عمر ۱۲ سال اور اس سے بھی کم تھی ۱۶۔

۳- اباحیت پسندی

اباحیت پسندی کا سیدھا سا مطلب یہ ہے کہ جنسی شہوت بھی عام خواہشات کی طرح فطری ہے، لہٰذا اس کی تسکین کے لئے کسی اخلاقی اصول کی رعایت بے جا قید و بند اور انسان کی آزادی کے لیے اہم رکاوٹ ہے، دور جدید میں اباحیت پسندی خوفناک رخ اختیار

کر چکی ہے، پوری دنیا خاص کر مغربی ممالک مکمل طور پر اس کی لپیٹ میں ہیں، پورا معاشرہ شہوانیت کی لہر میں اس طرح بہ رہا جیسے جنسیت کا سیلابِ عظیم آچکا ہو، ایک امریکی مصنف پروفیسر ''پٹریم سارو کن'' اپنی کتاب ''امریکی جنسی انقلاب'' میں لکھتے ہیں:

امریکہ والے جنسی انارکی کی طرف دوڑے چلے جا رہے ہیں، جو زوال کی علامت ہے ...جنس کے سیلاب عظیم نے ہمیں ہر طرف سے گھیر رکھا ہے، ہماری تہذیب کے ہر شعبے میں اور ہماری معاشرتی زندگی کے ہر خانے میں وہ گھس آیا ہے ...امریکہ کی سیاسی زندگی تک شہوانیت کی لہروں کی رو میں آچکی ہے، اور جنسی رشوت اور جنسی استحصال بالجبر ایسے ہی عام ہو چکے ہیں جیسے مالی رشوتیں۔ بلکہ اعلیٰ ترین عہدوں اور مناصب پر عیاش اور آوارہ منش لوگوں کا ہی تسلط ہے، امریکی مصنف لکھتے ہیں: جنسی بدنامی والی شخصیتیں اور ان کے پٹھو سفارشی عہدوں پر ہیں، عیاش لوگ کہیں بلدیاتی افسر ہیں، کہیں وزیر حکومت اور کہیں سیاسی پارٹی کے لیڈر۔ ہمارے پبلک حکام میں بڑی کثرت سے آوارہ منش لوگ موجود ہیں، اس طرح پورا ماحول اباحیت اور جنسی انارکی میں مگن ہے، امریکی مصنف کی ہی زبانی سنئے:

''اب ہمارا ماحول ایسا ہو گیا ہے جو برہنگی اور نیم برہنگی سے بھرا ہوا ہے، یہاں تک کہ تجارتی اشتہاروں میں بھی شہوانیت کی آمیزش لازم ہو گئی ہے، اور ہمارے تمدن میں جنس ایسی رچ بس گئی ہے کہ امریکی زندگی کے ہر بن مو سے ٹپکنے لگی ہے'' [۱۷]۔

۴- عورتوں کی عریاں تصاویر کی اشاعت

ترقی جدید نے عورتوں کی حریت اور ان کے معاشی استحکام کی آڑ میں مختلف طریقہ سے ان کا جنسی استحصال کیا ہے، آج سرمایہ داروں کی بندھک بنی دنیا میں ارباب زر کی ترقی وخوشحالی کے لئے عورتوں کی عصمت وعزت سے جو کھلواڑ کیا جا رہا ہے وہ تمام ارباب فکر خصوصاً عورتوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے، مرد گاہکوں کو لبھانے اور سامانوں کی تشہیر کے لیے ان کی عریاں تصاویر کا بکثرت استعمال کیا جا رہا ہے، حد یہ ہے کہ وہ اشیا جن کا

استعمال مردوں کے لئے خاص ہے جیسے شیونگ کریم اور وہ سامان جو مرد و عورت کے درمیان مشترک ہیں ان سب کی تشہیر و ترویج اور انہیں پرکشش بنانے کے لئے عورتوں کی ننگی تصویر کا ہی سہارا لیا جاتا ہے، یہ عورتوں کا زبردست استحصال ہے، جس پر ارباب فکر بالخصوص خواتین کمیشن کو سخت ایکشن لینے کی ضرورت۔

۵- کال سینٹرس اور تجارتی مراکز میں عورتوں کی نمائش

جسمانی ضروت کی تکمیل اور خواہشات کی تسکین کو اپنے زندگی کا بنیادی مقصد باور کرانے والی دنیا عورتوں کو معاشی استحکام کے حرص میں مبتلا کر کے ان کے حسن و جمال اور جنسی خدوخال کا سودا کر رہی ہے، مرد ملازمین، مرد گاہکوں اور متعلقین کی فرحت طبعی کے لیے ان کی نمائش کرائی جاتی ہے، اور طرح طرح سے ان کا جنسی استحصال کیا جاتا ہے۔ ایک سروے کے مطابق امریکہ، کناڈا، فرانس، نیوزی لینڈ، اسپین، سویڈن، برطانیہ اور جاپان جیسے ترقی یافتہ ملکوں میں کام کرنے والی عام عورتوں کو یہ شکایت ہے کہ موقع بموقع ان کے جسم کو چھوا جاتا، چٹکی لی جاتی، فقرے کسے جاتے اور دوسری بہت سی نازیبا حرکتیں کی جاتی ہیں، اسی سروے کے مطابق ذہنی اذیت کی وجہ سے اکثر عورتیں بیمار ہو جاتی ہیں ۱۸۔

۶- فحش فلمیں اور انٹرنیٹ پر موجود گندی وڈیوز

موجودہ دور میں فحش فلموں اور پورن وڈیوز کا رواج عام ہو گیا ہے، موبائل اور انٹرنیٹ کے ذریعہ ان تک رسائی بہت کم صرفے کے ساتھ آسان تر ہو گئی ہے۔ فحاشی و عریانیت پر مبنی فلمیں عورتوں کے ساتھ جنسی زیادتی پر ابھارنے اور مختلف اخلاقی جرائم پر آمادہ کرنے میں زبردست محرک بنتی ہیں، جنہیں دیکھنے کے بعد انسان ان ہیجانی کیفیتوں کو عملی شکل میں محسوس کرنے کے لئے ہر طرح کی اقدامی کوششوں پر مجبور ہو جاتا ہے، اور زنا بالجبر اور عورتوں کو جنسی اذیت پہنچانے کو مردانگی کی علامت سمجھ لیتا ہے۔ چنانچہ جرائم کی روک تھام کرنے والی امریکی کمیشن کی طرف سے شائع شدہ ایک تحقیقی رپورٹ میں کہا گیا کہ:

جنسی جرائم، زنا بالجبر، اغوا، رقابت میں قتل، امراض خبیثہ اور مار دھاڑ کا بہت بڑا سبب وہ فلمیں ہیں جو ہالی ووڈ میں تیار کی جاتی ہیں، کمیشن نے مزید کہا کہ اگر ان فلموں پر بندش نہ لگائی گئی تو ایک وقت ایسا آئے گا کہ سارا امریکہ غنڈوں، قاتلوں، زانیوں اور ڈاکوؤں کی بستی بن جائے گا۔ کمیشن کا مزید کہنا ہے کہ: ان فلموں کی وجہ سے زنا بالجبر اب مردانگی کا نشان سمجھا جاتا ہے[19]۔

قران کریم کی اصلاحی تعلیمات

قران کریم وہ واحد کتاب ہے جو بے راہ روی، معاشرتی تباہی اور جرائم کے خاتمے کے لئے انسانوں کے مناسب حال اور صد فیصد کامیاب راہ عمل تجویز کرتی ہے جو صرف سخت قانون بیان کرنے پر اکتفا نہیں کرتی بلکہ ہمہ گیر اصلاحی تدابیر فراہم کرتی ہے، قرانی تعلیمات کے مطابق انسان فطرتاً فسق و فجور، تقویٰ و طہارت اور اس قبیل کی متضاد صفات سے مرکب ہے، یہی وجہ ہے کہ انسان جہاں ایک طرف جرائم اور گناہوں سے نفرت رکھتا ہے وہیں ان کی طرف شدید میلان بھی پایا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّاهَا (الشمس/۶۔۹)

قسم ہے انسان کے جان کی اور اس کی جس نے اس (کے اعضاء) کو برابر کیا۔ پھر اس کو بدکاری (سے بچنے) اور پرہیزگاری کرنے کی سمجھ دی۔ کہ جس نے (اپنے) نفس (یعنی روح) کو پاک رکھا وہ مُراد کو پہنچا۔ اور جس نے اسے خاک میں ملایا وہ خسارے میں رہا۔

قران کی صراحت کے مطابق فطرت انسانی کی ایک اہم کمزوری یہ ہے کہ اس میں شہوت ولذت کی شدید محبت پائی جاتی ہے، جس کے نتیجہ میں جرم کی طرف آمادگی بڑھ جاتی ہے۔ قران کریم میں ہے:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَآبِ۔ (آل عمران/۱۴)

لوگوں کو اُن کی خواہشوں کی چیزیں یعنی عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے بڑے بڑے ڈھیر اور نشان لگے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی باڑی زینت دار معلوم ہوتی ہیں (مگر) یہ سب دنیا ہی کی زندگی کے سامان ہیں اور اللہ کے پاس بہت اچھا ٹھکانہ ہے۔

اس لیے قرآن انسانوں کے قلوب کی اصلاح اور ضمیر کی پاکیزگی کی طرف خصوصی توجہ دیتا ہے، بلکہ قرآن کی اصلاحی تدابیر میں سب سے زیادہ اہمیت اسی کو حاصل ہے، چنانچہ انبیاء کرام کی بعثت کا اہم مقصد تزکیہ نفس کو قرار دیا گیا، قرآن کریم میں ایک جگہ مومنین پر اللہ رب العزت کے خصوصی احسان کے ذکر میں ارشاد ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ۔ (ال عمران/۱٦۴)

اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ اُن میں انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو اُن کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتا اور ان کو پاک کرتا ہے اور (اللہ کی) کتاب اور دانائی سکھاتا ہے، اور حال یہ کہ پہلے یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔

جنسی آلودگیوں سے پاک معاشرہ کے قیام میں سب سے بڑا دخل افراد کے اندرون کی اصلاح کا ہے، قرآن کریم فرد کے وجدان وقلب کو مخاطب کرتے ہوئے اس کی روح میں صالح معاشرہ کی اہمیت اور فواحش وبے راہروی کے تئیں سخت نفرت پیدا کرتا ہے، اس لئے اوّلاً ان حقائق پر ایمان ویقین کی دعوت دیتا ہے جن کے بغیر ان مجرمانہ سرگرمیوں سے دور رہنا کسی بھی صورت میں ممکن نہیں ہے۔

اللہ کی فرمانروائی کا کامل یقین

قرآن انسانوں سے اس حقیقت پر ایمان لانے کا مطالبہ کرتا ہے کہ اس کائنات

میں ایک ایسی ہستی موجود ہے جو ہر ہر ذرہ پر کامل قدرت رکھتی ہے، جس کی مرضی و حکم کے بغیر کوئی بھی معاملہ انجام نہیں پاتا، قرآن پاک میں ایک جگہ ارشاد ہے:

إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِیْ سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِى اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيْثاً وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (الاعراف/۵۴)

تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھہرا وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے کہ وہ اُس کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے اور اُسی نے سورج اور چاند ستاروں کو پیدا کیا سب اُسی کے حکم کے مطابق کام میں لگے ہوئے ہیں۔ دیکھو سب مخلوق بھی اُسی کی ہے اور حکم بھی (اُسی کا ہے) یہ اللہ رب العالمین بڑی برکت والا ہے۔

یہ شعور انسانوں کے اندر وہ لطیف فکر پیدا کرتا ہے جسکے نتیجہ میں انہیں سیرت و اخلاق کی درستگی کے ساتھ اعلیٰ اقدار پر مشتمل پاکیزہ زندگی نصیب ہوتی ہے، مفکر اسلام مولانا مودودی علیہ الرحمہ نے ایک جگہ ان حقائق کو بہت ہی خوبصورتی کے ساتھ ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

''اس کلمہ کی وجہ سے ایک پائدار نقطہ نظر، ایک مستحکم نظام فکر اور ایک جامع نظریہ ملتا ہے، جو ہر عقدے کو حل کرنے اور ہر گتھی کو سلجھانے کے لئے شاہ کلید کا حکم رکھتا ہے، سیرت کی مضبوطی اور اخلاق کی استواری نصیب ہوتی ہے، جسے زمانہ کی گردشیں متزلزل نہیں کر سکتیں، زندگی کے ایسے ٹھوس اصول ملتے ہیں جو ایک طرف قلب کو سکون اور دماغ کو اطمینان بخشتے ہیں، اور دوسری طرف انہیں سعی و عمل کی راہوں میں بھٹکنے، ٹھوکر کھانے اور تلون کا شکار ہونے سے بچاتے ہیں، پھر جب وہ موت کی سرحد پار کر کے عالم آخرت میں قدم رکھتے ہیں تو وہاں کسی قسم کی حیرانی، سراسیمگی اور پریشانی ان کو لاحق نہیں ہوتی، کیونکہ وہاں سب کچھ ان کی توقعات کے عین مطابق ہوتا ہے،،۲۰۔

اللہ کے قریب تر ہونے کا یقین

قرآن کریم ہر فرد کے لئے اس حقیقت پر مکمل یقین کرنے کو ایمان کا لازمی جز قرار دیتا ہے کہ وہ ہر لمحہ اللہ کی نظروں کے سامنے ہے، اسکے تمام امور بلکہ ذہن ودماغ میں آنے والے افکار وخیالات سے بھی پوری طرح واقف ہے، قران کریم میں متعدد مقامات پر اس حقیقت کو بڑی اہمیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، ایک جگہ ارشاد ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِإِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ (ق/۱۶-۱۷)

اور ہم ہی نے انسان کو پیدا کیا ہے اور جو خیالات اس کے دل میں گزرتے ہیں ہم ان کو جانتے ہیں اور ہم اس کی رگِ جاں سے بھی اس کے زیادہ قریب ہیں۔ جب (وہ کوئی کام کرتا ہے تو) دو لکھنے والے جو دائیں بائیں بیٹھے ہیں لکھ لیتے ہیں۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِيْ السَّمٰوٰتِ وَمَا فِيْ الْأَرْضِ مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَى ثَلاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَى مِن ذَٰلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (المجادلہ/۷)

کیا تم کو معلوم نہیں کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ کو سب معلوم ہے (کسی جگہ) تین (شخصوں) کا (مجمع اور) کانوں میں صلاح مشورہ نہیں ہوتا مگر وہ ان میں چوتھا ہوتا ہے اور نہ کہیں پانچ کا مگر وہ ان میں چھٹا ہوتا ہے اور نہ اس سے کم یا زیادہ مگر وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے خواہ وہ کہیں ہوں پھر جو جو کام یہ کرتے رہے ہیں قیامت کے دن وہ (ایک ایک) ان کو بتائے گا بیشک اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

خوف الٰہی

قران کی اصلاحی تدابیر میں اس حقیقت کو خاص اہمیت حاصل ہے اور ہر انسان سے مطالبہ ہے کہ اس کا دل خوف الٰہی سے معمور ہو، اسے ہر وقت اللہ کی عظیم ترین طاقت اور سخت گرفت کا استحضار ہو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْماً لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَن وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَن وَالِدِهِ شَيْئاً إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللَّهِ الْغَرُوْرُ (لقمٰن/۳۳)	لوگو! اپنے رب سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو کہ نہ تو باپ اپنے بیٹے کے کچھ کام آئے اور نہ بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام آسکے بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے پس دنیا کی زندگی تم کو دھوکے میں نہ ڈال دے اور نہ فریب دینے والا (شیطان) تمہیں اللہ کے بارے میں کسی طرح کا فریب دے۔

خوف الٰہی اور اللہ سے قریب ہونے کا تصور انسانوں کو جرائم اور تمام مفسدانہ سرگرمیوں سے باز رکھنے کا اہم ترین ذریعہ ہے، اس لئے قرآن کریم خشیت الٰہی کا تصور دیگر ایسے معاشرے کو وجود میں لانا چاہتا ہے جس کے افراد جرائم اور معمولی گناہوں کے ارتکاب سے بھی گھبراہٹ محسوس کریں، بلکہ ایسے موقع پر ان کا ضمیر پکار اٹھے:

إِنِّيَ أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ (الانعام/۱۵)	میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے۔
انَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْماً عَبُوساً قَمْطَرِيْراً فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُوراً وَجَزَاهُم بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيْراً (الدہر/۱۰-۱۱)	ہم کو اپنے پروردگار سے اس دن کا ڈر لگتا ہے جو (چہروں کو) کریہہ المنظر اور (دلوں کو) سخت (مضطر کر دینے والا) ہے۔ تو اللہ ان کو اس دن کی سختی سے بچالے گا اور تازگی اور خوشدلی عنایت فرمائے گا۔

آخرت اور جزاوسزا کا تصور

آخرت اور جزاوسزا کا تصور بھی جرائم اور گناہوں سے باز رکھنے میں زبردست معاون ہے، قران کریم انسانوں سے آخرت پر ایمان لانے اور وہاں اس دنیا میں کئے ہر عمل کی جزاوسزا کا معاملہ پیش آنے کا یقین کرنے کی دعوت دیتا ہے، بلکہ اسے ایمان کے اجزاء لازمہ میں سے قرار دیا گیا، قران میں اسکی اہمیت وضرورت پر جگہ جگہ مختلف انداز میں روشنی ڈالی گئی، ایک جگہ ارشاد ہے:

اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيوٰةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرّاً ثُمَّ يَكُونُ حُطَاماً وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيوٰةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ (الحدید/۲۰)

جان رکھو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا اور زینت (وآرائش) اور تمہارے آپس میں فخر (وستائش) اور مال واولاد کی ایک دوسرے سے زیادہ طلب (وخواہش) ہے (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے بارش کہ (اس سے کھیتی اگتی اور) کسانوں کو کھیتی بھلی لگتی ہے پھر وہ خوب زور پر آتی ہے پھر (اے دیکھنے والے) تو اس کو دیکھتا ہے کہ (پک کر) زرد پڑ جاتی ہے پھر چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں (کافروں کے لئے) عذاب شدید اور (مومنوں کے لئے) اللہ کی طرف سے بخشش اور خوشنودی ہے اور دنیا کی زندگی تو متاع فریب ہے۔

آخرت پر یقین دلانے کے ساتھ ساتھ یہ بتایا گیا کہ اس دنیا میں کیے گئے ہر عمل کی باز پرس ہوگی، اسی کے حساب سے جزاوسزا کا معاملہ کیا جائے گا اور مجرموں کو جہنم کی شکل میں سنگین عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ (الزلزال/۵)

تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ بھی بُرائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔

دوسری جگہ ارشاد الٰہی ہے:

إِنَّهُ مَن يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِماً فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَى وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِناً قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَأُولٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَذٰلِكَ جَزَاءُ مَن تَزَكّٰى

(طٰہٰ/۲۰/۷۴-۷۶)

وہ شخص اپنے رب کے پاس گنہگار ہو کر آئے گا تو اس کے لیے جہنم ہے جس میں نہ مرے گا نہ جئے گا۔ اور جو اُس کے رُوبرو ایماندار ہو کر آئے گا اور عمل بھی نیک کیے ہوں گے تو ایسے لوگوں کے اونچے اونچے درجے ہیں۔ (یعنی) ہمیشہ رہنے کے باغ جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں، ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہ اُس شخص کا بدلہ ہے جو پاک ہوا۔

ایک جگہ ارشاد ہے:

فَأَمَّا مَن طَغَى وَآثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوٰى وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوٰى

(النازعات/۳۷ تا ۴۱)

تو جس نے سرکشی کی۔ اور دنیا کی زندگی کو مقدم سمجھا۔ اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا اور جی کو خواہشوں سے روکتا رہا۔ اس کا ٹھکانا بہشت ہے۔

شرم وحیا کی تشہیر

انسان ہمیشہ برائیوں کو ناپسندیدہ سمجھتا رہا ہے، اس کا ضمیر حسن عمل کو محبوب اور اخلاق و کردار کی پراگندگی کو معیوب سمجھتا ہے، لیکن انسان کی فطرت سلیمہ اسی وقت تک سر گرم عمل رہتی ہے جب اس کے قلب وجگر میں شرم وحیا کی قیمتی دولت موجود ہو، جب بھی

یہ زریں صفت قالب انسانی سے جدا ہوتی ہے تو نوع انسانی کے لئے معصیت کا ارتکاب باعث ندامت ہونے کے بجائے باعث افتخار بن جاتا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا:

اذا لم تستحی فاصنع ما شئت ۲۱	جب تم میں حیا نہ رہے تو جو چاہو کرو۔

ایک دوسری حدیث میں مزید زور دے کر یہ بیان کیا گیا ہے:

ان مما ادرک الناس من کلام النبوۃ الاولیٰ اذا لم تستحی فاصنع ما شئت ۲۲	انبیاء سابقین کے کلام میں سے جو لوگوں تک پہنچا ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب حیاء فوت ہو جائے تو جو چاہے کرو۔

یہی وہ بنیادی تصورات ہیں جن کے بغیر معاشرہ کی درستگی ممکن نہیں، جو سماجی برائیوں، فواحش و بے حیائی، جنسی درندگی اور اس قبیل کے تمام جرائم سے انسانی سماج کو پاک رکھنے میں کلیدی حیثیت رکھتے ہیں، کیوں کہ ایسا ممکن نہیں کہ ایک انسان آخرت کے تصور پر مضبوطی سے قائم ہو، اس کا ایمان ہو کہ ایک عظیم طاقت اس کے تمام معاملات سے واقف ہے، اسے غیر متزلزل یقین ہو کہ زبردست اختیار و قدرت کے مالک کے سامنے حاضر ہو کر دنیا میں کیے تمام حرکات و سکنات کا مکمل حساب دینا ہے، پھر وہ ارتکاب جرائم پر آمادہ ہو، بلکہ اس کے قلوب میں سماجی ذمہ داریوں کے احساس کا جذبہ پیدا ہوگا، اور معمولی کوتاہیوں کو انتہائی سنگین امر تصور کرے گا، اس کے برخلاف جہاں یہ تصورات کمزور ہوتے ہیں یا سرے سے موجود ہی نہیں ہوتے وہاں سنگین سے سنگین تر جرائم کو بھی کوئی حیثیت نہیں دی جاتی، حدیث پاک میں ایک خوبصورت تمثیل کے ذریعہ یہ بات کہی گئی، اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

ان المومن یریٰ ذنوبہ کانہ قاعد علیٰ جبل یخاف ان یقع علیہ و ان الفاجر یریٰ ذنوبہ کذباب مر علیٰ انفہ فقال بہ ھکذا ۲۳	مومن اپنے گناہوں کو اس طرح دیکھتا ہے، جیسے کسی پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہوا ڈر رہا ہے کہ وہ پہاڑ اس پر گر پڑے، اور فاسق اپنے گناہوں کو اس قدر ہلکا سمجھتا ہے جیسے کوئی مکھی اس کی ناک سے گذر گئی ہو۔

مغربی مفکر Arnold Toynbee کے بیان کے مطابق:

''مذاہب کے ذریعہ ہی لوگوں میں سماجی ذمہ داریوں کا احساس پیدا ہوسکتا ہے، انسانوں کے درمیان اخوت ہمدردی کا جذبہ محض خدا کے یقین ہی پر قائم ہے،انسانی سماج سے اگر خدا کے تصور کو ختم کر دیا جائے تو انسانیت کو اخوت کی بنیاد پر منظم نہیں کیا جا سکتا''۲۴۔

حقیقت یہ کہ ان حقائق کے بغیر پاکیزہ سماج کی تشکیل کسی بھی شکل میں ممکن نہیں ہے، تاریخ انسانی میں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ ان مسلمہ حقائق پر یقین کئے بغیر با اخلاق سوسائٹی وجود میں آئی ہو، ایک مغربی مورخ ''Ariel'' اپنی کتاب "Lesson From History" میں لکھتے ہیں:

تاریخ کے کسی بھی زمانے میں ایک بھی مثال ایسی نہیں ہے کہ کوئی معاشرہ مذہب کی اعانت کے بغیر اخلاقی زندگی بسر کرنے میں کامیاب ہوا ہو۲۵، بلا شبہ خدا اور آخرت پر کامل یقین کرنے ہی سے انسانوں کے اندر اخلاق کی درستگی کا داعیہ پیدا ہوتا ہے۔ ایک دوسرے مغربی فلسفی کے یہاں اعتراف ملتا ہے کہ:

''خدا اور آخرت کا تصور اس لحاظ سے بھی اہمیت کا حامل ہے کہ وہ اخلاقیات کے لئے مفروضے کا کام دیتا ہے، اس کے نزدیک صرف اسی کے ذریعہ سے بہتر اخلاق کی فضا پیدا کی جاسکتی ہے، اگر یہ عقیدہ ختم ہو جائے تو حسن عمل کے لئے کوئی محرک باقی نہیں رہ جاتا، اور اس طرح سماجی نظام کا باقی رہ جانا ناممکن ہو جاتا ہے''۲۶۔

قرآن کی احتیاطی تدابیر

زنا کی حرمت وقباحت کا اعلان

قران کریم میں جہاں زنا کی قباحت اور اس کی حرمت کو شدت سے بیان کیا گیا وہیں ان تمام اسباب وعوامل کو بھی حرام قرار دیا گیا جو کسی بھی طرح سے زنا جیسے سنگین جرم پر

آمادہ کرتے ہوں، یا اس کیلئے محرک بنتے ہوں، قران کریم میں متعدد جگہ پر ایسے عوامل سے دور رہنے کی تلقین کی گئی ہے، ایک جگہ ارشاد ہے:

وَلاَ تَقْرَبُواْ الزِّنَىٰ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيْلاً (بنی اسرائیل/٣٢)	اور زنا کے پاس بھی نہ جانا کہ وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔

قران کریم کسی طرح کی برائی اور بے حیائی کو برداشت نہیں کرتا، چنانچہ اس میں زنا کی حرمت کے ساتھ ساتھ فواحش وبدکاری کی طرف لے جانے والی تمام محرکات کو مطلق حرام قرار دیا گیا، قران میں متعدد جگہ پر ارشاد ہے:

وَلاَ تَقْرَبُواْ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (الانعام/١٥١)	اور بے حیائی کے کام ظاہر ہوں یا پوشیدہ اُن کے پاس نہ جانا۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَن تُشْرِكُواْ بِاللّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَاناً وَأَن تَقُولُواْ عَلَى اللّهِ مَا لاَ تَعْلَمُونَ (الاعراف/٣٣)	کہہ دو کہ میرے رب نے تو بے حیائی کی باتوں کو ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور گناہ کو اور ناحق زیادتی کرنے کوحرام کیا ہے اور اس کو بھی کہ تم کسی کو اللہ کا شریک بناؤ جس کی اُس نے کوئی سند نازل نہیں کی اور اس کو بھی کہ اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں کچھ علم نہیں۔

اور ان لوگوں کی تعریف وتحسین کی گئی جو ان برائیوں سے اپنے آپ کو بچا لیتے ہیں، قرآن میں ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ (الشوریٰ/٣٧)	اور جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے پرہیز کرتے ہیں اور جب غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں۔

ایک دوسری جگہ اللہ کے خصوصی بندوں کے اوصاف میں ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهاً آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَن يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَاماً يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهِ مُهَاناً إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلاً صَالِحاً فَأُوْلٰئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوراً رَّحِيماً (الفرقان/٦٨)

اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہیں پکارتے اور جس جاندار کا مار ڈالنا اللہ نے حرام کیا ہے اُس کو قتل نہیں کرتے مگر جائز طریق پر (یعنی حکمِ شریعت کے مطابق) اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے گا سخت گناہ میں مبتلا ہوگا۔ قیامت کے دن اس کو دوگنا عذاب ہوگا اور ذلت اور خواری سے اس میں ہمیشہ رہے گا۔ مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کئے تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔

اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے کو کامیاب ترین انسان قرار دیا گیا اور ان کے لئے اعلیٰ نعمتوں کا وعدہ کیا گیا، ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حٰفِظُونَ إِلَّا عَلٰى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِيْنَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاءَ ذٰلِكَ فَأُوْلٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ (المومنون/۴-۷)

اور مومن وہ ہیں جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ سوائے اپنی بیویوں یا (کنیزوں سے) جو اُن کی مِلک ہوتی ہیں کہ (ان سے) مباشرت کرنے سے انہیں ملامت نہیں ۔ اور جو ان کے سوا اوروں کے طالب ہوں وہ (اللہ کی مقرر کی ہوئی حد سے) نکل جانے والے ہیں۔

عفت و عصمت کی حفاظت کی ذمہ داری

اسلام ایسا پاکیزہ معاشرہ چاہتا ہے جس میں رہنے والے انسان اپنی عصمت و عفت کی حفاظت کا ذمہ دار ہو، جن کے یہاں عزت و پاک دامنی کی اہمیت ہو، جہاں شرم وحیا اور عصمت کے تحفظ کی قدر کی جاتی ہو، اسی عظیم مقصد کی خاطر اسلام مرد و عورت سب کو

یکساں خطاب کر کے ان سے نگاہوں کو نیچی رکھنے اور ناموس کی حفاظت کا مطالبہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ (النور/۳۰-۳۱)

مومن مردوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں یہ ان کے لیے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انُ سے خبردار ہے۔ اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں۔

مردوزن کے بے باکانہ اختلاط سے گریز

اسلام مخلوط نظام کو کسی بھی شکل میں برداشت نہیں کرتا، خاص کر اس زمانہ میں جب کہ تعلیمی اداروں یا کال سینٹرس دفاتر یا دیگر تفریحی مقامات ہر جگہ آوارہ گردوں کی کثرت ہو اور جہاں شراب اور جرائم کے عادی اور فحاشی کے ماحول میں جینے والے بے حیاؤں کی بہتات ہو اور سڑکوں اور چوراہوں پر ان ہی قماش کے اوباش اپنے شکار کی تلاش میں سرگرداں ہوں، جہاں افسران یا بوس کے دلوں میں اپنے ماتحت لوگوں کی نسبت سے جنسی استحصال کے جذبات موجزن ہوں، جہاں کے ماحول میں خوف الٰہی اور تصور آخرت کو بالائے طاق رکھ کر اسے مضحکہ خیز اور دقیانوسیت تصور کیا جاتا ہو۔

ایسے ماحول میں اسلام اپنی واضح اور منفرد تعلیمات پیش کرتا ہے۔ درحقیقت اسلام ایک پاکیزہ اور باحیا معاشرہ چاہتا ہے جہاں اخلاق واقدار کی پابندی کی اہمیت دی جاتی ہو، جہاں عصمت وناموس کو قابل قدر سمجھا جاتا ہو، جہاں جنسیت زدہ بھیڑیے کسی کا استحصال نہ کرتے ہوں، جہاں عورتوں کو امن واطمینان حاصل ہو۔

مردو خواتین ایسے مخالف اصناف ہیں جن میں فطرتا ایک دوسرے کی طرف

میلان پایا جاتا ہے، اس لیے دونوں کا بے محابانہ اجتماع بہر حال خطرے سے خالی نہیں ہے، مرد و عورت کا بے باکانہ اختلاط اور بے حجابانہ ربط وضبط ہی جنسی استحصال کی اہم ترین وجہ ہے، اس لیے اسلام عورتوں کو گھروں میں رہنے کی تاکید کرتا ہے اور غیر ضروری مشغولیتوں، فرحت طبع یا انٹرٹینمینٹ کے لئے بازاروں، ہوٹلوں، تماشا گاہوں، خرافات اور فواحشات کے مقامات پر ان کے جانے کو قطعاً پسند نہیں کرتا۔ قرآن میں ارشاد ہے:

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى وَأَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَآتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَأَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُولَه (الاحزاب/۳۳)

اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جس طرح (پہلے) جاہلیت (کے دنوں) میں اظہار تجمل کرتی تھیں اس طرح زینت نہ دکھاؤ اور نماز پڑھتی رہو اور زکوٰۃ دیتی رہو اور اللہ اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرتی رہو۔

اسلام اس بات کی سختی سے مخالفت کرتا ہے کہ کسی عورت اور مرد کا اس حال میں ملنا ہو کہ وہاں اس عورت کا کوئی محرم نہ ہو، جنسی استحصال کے جو واقعات بکثرت پیش آرہے ہیں ان میں اس کا بڑا دخل ہے، دفاتر و کارخانوں اور تعلیمی و تفریحی اداروں میں اجنبی عورت اور مرد کا آزدانہ اختلاط کوئی قابل غور مسئلہ ہی نہی رہا، بغیر محرم کے اجنبی مردوں سے گفت وشنید، آمد و رفت بلکہ تفریحی مشاغل تک انجام دینے کا عام رواج چل پڑا ہے، جب کہ جنسی استحصال کے زیادہ تر واقعات خود مخلوط دفاتر اور ورکنگ اداروں میں انہی کے ملنے جلنے والوں ہی کے ذریعہ پیش آتے ہیں، جن کی مثالیں اوپر پیش کی جاچکی ہیں۔ اسلام اس چور دروازہ کو ہی بند کرنے کا مطالبہ کرتا ہے اور ایسے اختلاط سے بچنے کی سخت تاکید کرتا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لاتسافر المرأةالا مع ذی محرم، ولا یدخل علیها رجل الا ومعها محرم ۲۷

عورت محرم کے بغیر کوئی سفر نہ کرے، اور اس کے پاس کوئی اجنبی مرد اسی وقت آئے جب اس کے ساتھ اس کا محرم وہاں موجود ہو۔

اسلام ہرگز بھی یہ نہیں چاہتا کہ عورتیں بالکل گھر میں محصور رہیں، اور نہ انہیں باہر

نکلنے اور خارجی سرگرمیوں کو انجام دینے سے روکتا ہے، البتہ عورتوں کی عصمت وعفت کے تحفظ کے لئے ایسے پراگندہ ماحول میں خود کو ڈالنے سے منع کرتا ہے جہاں پرفتن صورتحال ہو، بعض پابندیوں کے ساتھ اس کی اجازت بھی دیتا ہے کہ وہ ضرورت کے وقت گھر کے باہر اپنی ذمہ داریوں کو نبھائیں، چنانچہ انہیں اس کا پابند بناتا ہے کہ اجنبی مردوں سے غیر ضروری گفتگو یا لین دین نہ رکھیں، اسی میں ان کے لئے عافیت ہے ورنہ آوارہ مزاج اور اوباش انسان جس کی تعداد آج کے پراگندہ ماحول میں تیزی سی بڑھتی جا رہی ہے غلط تصورات اور برے مقاصد اپنے سینوں میں چھپا لیتے ہیں، اس لیے قران کریم میں اس معاملہ کو بڑے واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا (الاحزاب/۳۲)

اگر تم پرہیزگار رہنا چاہتی ہو تو (کسی اجنبی شخص سے) نرم نرم باتیں نہ کرو تا کہ وہ شخص جس کے دل میں کسی طرح کا مرض ہے کوئی امید (نہ) پیدا کرے اور دستور کے مطابق بات کیا کرو۔

پردہ کا خاص اہتمام

عورتوں کے جنسی استحصال میں عورتوں کا بے پردہ رہنا بڑا اہم کردار ادا کر رہا ہے، بے پردگی نے ماحول کو جرائم پسند بنا کر رکھ دیا ہے، کیونکہ بے پردگی یا موجودہ دور کی عریانیت ہی جنسی استحصال اور اس قبیل کی مجرمانہ سرگرمیوں کی دعوت دیتی ہے۔ اس لیے قرآن میں اس مسئلہ کی سنگینی کو کئی جگہ واضح کیا گیا ہے۔ ایک جگہ مرد وعورت دونوں کو غضِ بصر اور ناموس کی حفاظت کا حکم دینے کے ساتھ پردہ کے اہتمام کی تاکید کی گئی ہے:

قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ

مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں یہ ان کے لیے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ

وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعاً أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُون

(النور/۳۰-۳۱)

ان سے خبردار ہے۔ اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش (یعنی زیور کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں مگر جو اس میں سے کھلا رہتا ہو اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں ڈالے رہا کریں اور اپنے خاوند اور باپ اور خسر اور بیٹوں اور خاوند کے بیٹوں اور بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنی (ہی قسم کی) عورتوں اور لونڈی غلاموں کے سوا نیز ان خدام کے جو عورتوں کی خواہش نہ رکھیں یا ایسے لڑکوں سے جو عورتوں کے پردے کی چیزوں سے واقف نہ ہوں (غرض ان لوگوں کے سوا) کسی پر اپنی زینت (اور سنگھار کے مقامات) ظاہر نہ ہونے دیں اور اپنے پاؤں (اس طور سے زمین پر) نہ ماریں کہ (جھنکار کی آواز کانوں میں پہنچے اور) ان کا پوشیدہ زیور معلوم ہو جائے اور مومنو! سب اللہ کے آگے توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

دوسری آیت میں پردہ کو صاف طور پر فرض کیا گیا اور اس کی حد اور پردہ کی اہمیت کی وجہ بھی واضح کی گئی، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں جب بھی گھروں سے باہر نکلیں تو اس طرح اپنی زینت کے مقام اور ان اعضاء کو چھپا لیں جن سے ان کو پہچانا جا سکے، اور انہیں دیکھ کر آوارہ گردوں کے لئے کچھ موقع فراہم نہ ہو سکے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ أَدْنٰى أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوراً رَّحِيْماً

(الاحزاب/۵۹)

اے پیغمبر! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (باہر نکلا کریں تو اپنے (منہ) پر چادر لٹکا (کر گھونگھٹ نکال) لیا کریں یہ امر ان کے لیے موجب شناخت (وامتیاز) ہوگا تو کوئی اُن کو ایذا نہ دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

جنسی استحصال کے تئیں اسلام کا سخت موقف

اسلام کا طرز اصلاح یہ ہے کہ کسی جرم کو ختم کرنے کے لئے فرد کی طرف توجہ دی جاتی ہے، اس کے دل میں جرائم کے تئیں سخت نفرت اور بغض پیدا کر دیا جاتا ہے۔ وہ اس کے ضمیر وقلب کی اصلاح کرتا ہے تا کہ وہ فرد یہ نہیں کہ وہ خود جرائم سے باز آجائے، بلکہ وہ امن کا داعی ہو اس کے دل میں ہر ایک کی عزت وعصمت کے تحفظ کا احساس پیدا ہو، پھر اسلام ان لوگوں کے ساتھ سختی سے پیش آتا ہے جو ان تمام اصلاحی تدابیر کے ہوتے ہوئے بھی پاکیزہ معاشرہ کی تعمیر میں معاون بننے کے بجائے اس کی تخریب کی کوششیں کرتے ہیں، ایسے لوگوں کو ملعون ومردود قرار دیتا ہے جو کسی کا استحصال کر کے اس کے لئے اذیت رسانی کا سبب بنے، قران میں ارشاد ہے:

إِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَاباً مُّهِيْناً وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَاناً وَإِثْماً مُّبِيْناً

(الاحزاب/۵۷-۵۸)

جو لوگ اللہ اور اُس کے پیغمبر کو رنج پہنچاتے ہیں اُن پر اللہ دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لیے اُس نے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایسے کام (کی تہمت) سے جو انہوں نے نہ کیا ہو ایذا دیں تو انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اپنے سر پر رکھا۔

ایسے لوگوں کے خلاف اور زیادہ سختی سے نمٹنے کا حکم کا دیا گیا ہے جو خواتین کی عزت و ناموس کو اپنی افواہوں سے تار تار کرنے کی مذموم کوشش کرتے ہیں۔

قرآن پاک میں ہے:

لَئِن لَّمْ يَنتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلاً مَلْعُونِينَ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلاً، سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلُ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلاً

(الاحزاب/۶۰-۶۲)

اگر منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے اور جو شہر میں بُری بُری خبریں اڑایا کرتے ہیں (اپنے کردار) سے باز نہ آئیں گے تو ہم تمہیں اُن کے پیچھے لگادیں گے پھر وہاں تمہارے پڑوس میں نہ رہ سکیں گے مگر تھوڑے دن۔ (وہ بھی) پھٹکار کئے ہوئے جہاں پائے گئے پکڑے گئے اور جان سے مارڈالے گئے۔ جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں ان کے بارے میں بھی اللہ کی یہی عادت رہی ہے اور تم اللہ کی عادت میں تغیر و تبدل نہ پاؤ گے۔

فواحش کی اشاعت کرنے والوں کے لیے سخت سزا

آج فواحش و بے حیائی کو پھیلانے کی منظّم کوششیں کی جارہی ہیں،قران کریم فواحش کی اشاعت پر سخت پابندی لگاتا ہے،تاکہ جنسی جرائم کی جڑ کو ہی کاٹ دیا جائے اور ایسا کوئی موقع باقی نہ رہ سکے جہاں انہیں پنپنے کے لئے کمین گاہ مل سکے،اس لئے قرآن ان لوگوں کو سخت سزا کا مستحق قرار دیتا ہے جو معاشرے میں بدکاری اور بے حیائی کو فروغ دیتے ہیں،قران میں ارشاد ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَاتَعْلَمُون (النور/۱۹)

اور جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی (یعنی تہمت کی خبر، بدکاری) پھیلے ان کو دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہوگا اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

زانیوں کی سزا

ان تمام نصیحتوں اور اصلاحی تدابیر کے بعد بھی اگر معاشرہ میں بدکردار اور جرائم پیشہ عناصر گھناؤنے جرائم کا ارتکاب کر رہے ہیں تو ان کے لئے قرآن نے اور سخت قانون مقرر کیا ہے، تاکہ اس کے خوف سے کوئی اس سنگین جرم کے ارتکاب کی جسارت نہ کرسکے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِئَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (النور/۲)

بدکاری کرنے والی عورت اور بدکاری کرنے والا مرد (جب اُن کی بدکاری ثابت ہو جائے تو) دونوں میں سے ہر ایک کو سو دُرے مارو اور اگر تم اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو شریعتِ الٰہی (کے حکم) میں تمہیں ان پر ہرگز ترس نہ آئے اور چاہیئے کہ اُن کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت بھی موجود ہو۔

جنسی استحصال کے انسداد میں قرآن کریم کے یہ احکام وتعلیمات بڑے ہی موثر ذرائع ہیں۔ اگر آج بھی اس مسئلہ پر تعصب وجانبداری سے الگ ہوکر سوچنے کی ہمت کی جائے تو اس سے نپٹنے کے لیے یقیناً قرآن کی تعلیمات اور اس کے بتائے ہوئے اصول وقوانین کے علاوہ کوئی دوسری راہ نظر نہیں آئے گی، لیکن اسی کے ساتھ امت مسلمہ کے اوپر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس کی تعلیمات کو اپنی عملی زندگی میں پورے اہتمام کے ساتھ داخل کریں اور ان کی اشاعت وترویج کے لیے تقریر وتحریر، جدید ذرائع ابلاغ اور ہر ممکن ذریعہ سے کوشش کریں۔

حواشی ومراجع

۱؎ امریکہ میں جرائم اور قیدیوں کی شرح، سہ روزہ دعوت، نئی دہلی، ۲۴؍مئی، ۲۰۰۵ء

۲؎ America's Moral Crisis اردو ترجمہ/امریکہ کا اخلاقی بحران، مترجم: محمد احسن بھٹ، دارالشعور، لاہور، ص ۱۸

۳۔ United States tops in Women Rape، ملی گزٹ، نئی دہلی، ۱۶-۳۱ جنوری ۲۰۱۳ء
۴۔ ملی گزٹ، نئی دہلی، ۱۵/جنوری ۲۰۱۳ء، ص:۹
۵۔ *The Hindu*, Ist Feb, 2014, p.6
۶۔ راشٹریہ سہارا (نئی دہلی)، ۳۰/جنوری، ۲۰۱۴ء، ص ۱۱
۷۔ ۲۰۰ مليون دولار لمخاط الانحلال الاخلاقي، رساله الشقائق، عدد: ۶۸، صفر ۱۴۲۴ء، ص ۳۴
۸۔ عالمی سہارا (نئی دہلی)، ۲۱/جنوری، ۲۰۱۲ء
۹۔ عالمی سہارا، ۲۱/مئی ۲۰۰۵ء،
۱۰۔ ملک میں عصمت دری کا بڑھتا گراف، عالمی سہارا، ۲۹/اپریل ۲۰۰۸ء
۱۱۔ روزنامہ راشٹریہ سہارا، ۱۲/دسمبر ۲۰۱۳ء
۱۲۔ The newspaper.net/hiv_aids_and indian_youth
۱۳۔ *Times of India,* 19 December, 2005
۱۴۔ حوالہ سابق
۱۵۔ محمد ابراہیم المبروک، الاسلام والعولمة، قاہرہ، ۱۹۹۹ء، ص ۱۳۶
۱۶۔ بچیوں کو جنسی استحصال سے کیسے محفوظ رکھیں: shianet.in/index.php
۱۷۔ سید جلال الدین عمری، عورت اسلامی معاشرے میں، مرکزی مکتبہ اسلامی، ۲۰۰۶ء، ص ۲۳۰
۱۸۔ قومی آواز (نئی دہلی)، ۳۰/نومبر ۱۹۹۲ء
۱۹۔ عورت اسلامی معاشرے میں، محولہ بالا، ص ۲۳۰
۲۰۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی، ۲۰۰۱ء، ۲/۴۸۶، حاشیہ: ۳۹
۲۱۔ صحيح بخاری، كتاب الادب، باب اذا لم تستحي فاصنع ما شئت
۲۲۔ صحيح بخاری، كتاب الانبياء، باب حديث الغار،
۲۳۔ صحيح بخاری، كتاب الدعوات، باب التوبة
۲۴۔ A Study of history، تلخیص: ڈی سی سمرویل، 1957
۲۵۔ www.newyork:simon and schuster,1998
۲۶۔ وحیدالدین خان، علم جدید کا چیلنج، سلسلہ مطبوعات مجلس/۲۹، ص ۱۱۵
۲۷۔ صحيح بخاری، كتاب جزاء الصيد، باب حج النساء